نقد و تبصرہ

فقہ الزکوٰۃ

تالیف : ڈاکٹر یوسف قرضاوی

ترجمہ : ساجد الرحمٰن صدیقی

ناشر : البدر پبلی کیشنز، اُردو بازار، لاہور

قیمت ہر سہ حصص : پچہتر روپے (۷۵ روپے)

کئی صدیوں سے اسلام کا نظام زکوٰۃ مسلم معاشرے میں جماعتی اور حکومتی سطح پر نافذ نہیں۔ جس کی بنیادی وجہ معاشرہ کا اسلامی سیادت و قیادت سے محروم ہونا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے اور نظام زکوٰۃ کا قیام اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن بدقسمتی سے گزشتہ کئی صدیوں میں یا تو مسلمان خود اپنے ہی علاقوں میں اسلامی سیادت و قیادت سے محروم رہے اور ان کے لئے ممکن نہ رہا کہ وہ اسلام کے اس بنیادی رکن کو اجتماعی سطح پر نافذ کریں یا جن علاقوں میں مسلمان امارت و سیادت کے منصب پر تو فائز تھے لیکن کسی وجہ سے وہ اسلام کو وہاں جماعتی اور حکومتی سطح پر نافذ کرنے میں ناکام رہے۔

جب اسلام ایک کل کی حیثیت سے کہیں نافذ نہ رہا تو اس کے اجزا میں سے کسی جزو کو اپنی نعمتیں بکھیرنے کا موقعہ نہیں ملا، اگرچہ مسلمانوں پر یہ اللہ کا بڑا

فضل وکرم ہے کہ وہ جہاں بھی رہے انہوں نے انفرادی طور پر اسلام کے احکام کو اپنے اوپر نافذ کیا اور عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ پورے خلوص اور اذعان ویقین کے ساتھ اسلام کو دین کامل سمجھتے ہیں۔

اسلام کے اساسی ارکان وفرائض میں سے ایسا ہی ایک رکن اور فریضہ "زکوٰۃ" ہے ۔ انفرادی طور پر مسلمان ہمیشہ اس کی ادائیگی کے لیے مستعد رہے۔ عہد محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لے کر آج تک ہر مسلم معاشرے میں ادائیگی زکوٰۃ کا تواتر و تسلسل رہا ہے۔ تاہم افراد انسانی کی بڑی سے بڑی تعداد بھی کسی عمل کو رضا کارانہ طور پر اپنا کر اس نظام کا بدل پیش نہیں کر سکتی جو ایک کُل کا جز و بھی ہو۔ خود اپنی جگہ ہمہ گیر و ہمہ جہت بھی ہو اور انسانی معاشرے کے معاشی رخ کو اپنی منشاء کے مطابق موڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

زیر نظر کتاب "فقہ الزکوٰۃ" اس مسئلہ کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ کتاب کے مؤلف ڈاکٹر یوسف قرضاوی عالم اسلام کے معروف اسکالر ہیں۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں وقت کے ایک بڑے چیلنج کا مؤثر اور تسلی بخش جواب دیا ہے اور اسلام کے نظام زکوٰۃ کا انتہائی وسیع اور جامع خاکہ پیش کیا ہے۔

اسلام کی نظر میں نظام زکوٰۃ کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآن حکیم کی کم و بیش ستر آیات میں زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان فقہاء اور علماء نے اپنے اپنے دائرۂ اختصاص میں زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور اس کے مسائل و احکام بیان کئے ہیں اور اس کے اسرار و حِکَم پر روشنی ڈالی ہے۔

مفسرین نے آیاتِ زکوٰۃ کے ذیل میں اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے جن مفسرین

کا موضوع احکام قرآن کی تفسیر و تشریح ہے انہوں نے اس پر زیادہ تفصیل سے کلام کیا ہے جیسے ابوبکر جصاص، امام قرطبی، ابوبکر بن العربی رحمہم اللہ وغیرہ۔

محدثین نے زکوٰۃ سے متعلق احادیث کے ضمن میں اس موضوع پر گفتگو کی ہے اور حدیث کی ان کتابوں میں جو فقہی اسلوب پر مرتب کی گئی ہیں زکوٰۃ کے مستقل باب قائم کئے ہیں۔

فقہاء نے نماز کے بعد زکوٰۃ کو بیان کیا ہے اور اس کی تفصیلات سے بحث کی ہے۔ مالی اور تنظیمی امور کے ماہرین نے زکوٰۃ پر اس نقطۂ نظر سے بحث کی ہے کہ یہ اسلام کے مالی اور اجتماعی نظام معیشت کا ایک بنیادی رکن ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں، ابو عبید نے کتاب الاموال میں، ابن حزم نے المحلّٰی میں یحییٰ بن آدم نے کتاب الخراج میں، ماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں، ابویعلیٰ حنبلی نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں اور ابن تیمیہ نے السیاسۃ الشرعیہ میں زکوٰۃ کو عبادت سے زیادہ مالی نظام کے طور پر پیش کیا ہے۔

کیا زکوٰۃ کے موضوع پر اتنا مواد اور علمی سرمایہ ہونے کے باوجود موجودہ حالات میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں زکوٰۃ کے احکام اور اس کے مقاصد کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے، اس کے نفاذ کی صورت میں فرد اور معاشرے پر مرتب ہونے والے اس کے اثرات کا جائزہ لیا جائے اور جدید مالی اور معاشی نظاموں کے درمیان اس کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

میرے خیال میں اس سوال کا جواب یقیناً اثبات میں ہے۔ اس بارے میں سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کے بارے میں جو مواد موجود ہے، اور جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ چھ یا سات صدیوں تک محدود ہیں۔ ساتویں صدی

ہجری کے بعد اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا وہ دورِ اول کے لکھے ہوئے مواد کا چربہ ہے یا اس کی ایک مختلف صورت اور نیا اسلوب ہے۔ گزشتہ دو تین صدیوں میں جو وسیع پیمانے پر معاشرتی تغیرات رونما ہوئے دنیا مختلف قسم کے مالی اور معاشی نظاموں اور بحرانوں سے روشناس ہوئی، افراد، جماعت اور حکومت کو جن نوبہ نو مسائل کا سامنا ہوا ان کو مدنظر رکھ کر نظام زکوٰۃ پر کوئی کتاب مرتب نہیں کی گئی۔ یہ کہنے سے قدیم علماء اور فقہاء کے رتبے میں کوئی کمی نہیں آئے گی کہ اسلام کے مالی نظام کے موضوع پر ان کی تصانیف اس دور میں ناکافی ہیں اور جو نوع بہ نوع اور پیچ در پیچ مسائل آج پیدا ہو چکے ہیں ان کا حل ان کی کتابوں میں تلاش کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے اپنے دور کے لحاظ سے جو کچھ لکھا وہ بہت زیادہ ہے۔ ان کے علم و فضل، ان کے فکر و تدبر ان کے خلوص اور ان کی محنت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن اس حقیقت کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ جو مسائل ان کے کئی صدی بعد پیدا ہوئے ان کا حل ان کی کتابوں میں موجود نہیں ہے خود ان حضرات کو اس امر کا اندازہ تھا کہ جیسے جیسے معاشرہ وسیع تر اور ترقی پذیر ہو گا نئے نئے مسائل ابھریں گے اور ان کے حل کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس وسیع النظری کی بنا پر وہ قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے اصول وضع کر گئے جن کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر دور کے اور ہر قسم کے مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ زکوٰۃ سے متعلق بہت سے ایسے مسائل ہیں جن میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ عام لوگوں کے سامنے جب یہ اختلافات آتے ہیں اور وہ مفتیان کرام کے متضاد فتاویٰ دیکھتے ہیں تو وہ اس اختلاف کے اسباب و علل پر غور نہیں کرتے

اور ہر شخص کے لئے ان کو سمجھنا ممکن بھی نہیں۔ یہ اختلاف ان کو الجھن میں ڈال دیتا ہے اور اس طرح عمل کا راستہ رک جاتا ہے۔ ظاہر ہے جب ایک شخص کو کسی بات پر پختہ یقین ہی نہ ہوگا تو وہ اس پر عمل کیسے کرے گا ؟

تیسری اہم بات یہ ہے کہ موجودہ دور میں بہت سے ایسے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جو ہمارے قدیم فقہا کے دور میں موجود نہ تھے۔ جبکہ یہ مسائل اتنے اہم ہیں کہ ان کے بارے میں ایسا نقطۂ نظر اختیار کرنا لازمی ہے جس سے لوگ پریشانی میں مبتلا نہ ہوں بلکہ ان کے لئے عمل کی راہ آسان ہو جائے مثلاً آج کے دور میں آمدنی کے جانوروں، نقود (سونا۔ چاندی) پھلوں، اور زرعی پیداوار کے علاوہ بے شمار منفعت اور پیداوار کے ذرائع پیدا ہو چکے ہیں۔ بڑی بڑی عمارتیں کرائے پر دینے کے لئے (تجارتی مقاصد سے) تعمیر کی جاتی ہیں، کارخانے قائم ہو چکے ہیں جن سے کروڑوں روپے سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے، بہت سی اشیا راس المال کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں جن کی پیداوار اور کرائے سے بے پناہ دولت حاصل کی جا رہی ہے جیسے جہاز، موٹریں، بسیں، ٹرینیں، ہوٹل اور پریس حتیٰ کہ گھریلو سامان، اس کے علاوہ بعض آزاد پیشے رکھنے والوں کی آمدنی ہے جیسے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، مختلف معاملات کے مشیر، ڈیزائنر وغیرہ۔ کیا نشوونما پانے والی یہ تمام دولت زکوٰۃ سے خارج ہوگی یا ان سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے کوئی اصول وضع کیا جائے گا۔ ؟ یا زکوٰۃ کو صرف انہی چند اشیا تک محدود رکھیں گے جن پر دورِ سلف میں لی جاتی تھی۔ ؟

زکوٰۃ کے نصاب اور مقادیر کے بارے میں شرعی نصوص موجود ہیں جیسے فصلوں اور پھلوں کی زکوٰۃ میں پانچ وسق، صدقۂ فطر میں صاع، نقود کی زکوٰۃ میں دو سو درہم اور

بیس دینار۔ اب سوال یہ ہے کہ ان مختلف نصابوں کی آج کیسے تحدید کریں اور کس طرح جدید پیمانوں اور کرنسیوں سے ان کا حساب لگائیں۔ کیا سونے چاندی کی قوت خرید میں روز افزوں کمی بیشی، خاص طور پر چاندی کے ذریعہ نقد ہونے کی حیثیت میں روز مرّہ انحطاط شرعی اوزان اور پیمانوں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ان اہم اور بنیادی باتوں کے بعد ان ٹیکسوں کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے جو حکومتیں عوام پر عائد کرتی ہیں مثلاً ان ٹیکسوں اور زکوٰۃ کا باہمی تعلق کیا ہے اور آمد و خرچ اور مبادی و مقاصد کے لحاظ سے ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں، دورِ جدید میں جن کا دو ٹوک جواب درکار ہے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے ان تمام بنیادی مسائل کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب لکھی ہے۔ اور بلا شبہ اسلام کے نظام زکوٰۃ پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں سے زیادہ جامع اور مفید ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی کتاب کے جو مقاصد بیان کئے ہیں وہ مختصراً یوں ہیں کہ:

الف: بنیادی اسلامی مآخذ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، سیاست شرعیہ و مالیہ کی کتابوں میں زکوٰۃ سے متعلق جو مواد ہے اسے یکجا کر دیا جائے اور اسے ایسے انداز میں پیش کیا جائے جس سے اسلام کے مالی نظام کو سمجھنے میں مدد ملے۔

ب: زکوٰۃ سے متعلق فقہی اختلافات کا جائزہ لے کر دلائل شرعیہ کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ممکنہ حد تک کوئی راجح رائے اختیار کی جائے۔

ج: اُن جدید مسائل کے بارے میں بھی کوئی فیصلہ کیا جائے جن کے بارے میں قدیم

فقہائے کوئی رائے نہیں دی (کیونکہ ان کے دور میں وہ مسائل موجود نہیں تھے)

د: اسلامی ٹیکس کی حیثیت میں زکوٰۃ کی حقیقت واضح کی جائے۔ جدید ٹیکسوں سے موازنہ کرکے ان کے درمیان جو فرق ہے یا جو مشابہتیں پائی جاتی ہیں ان کی نشان دہی کی جائے۔

: موجودہ دور میں گروپ انشورنس اور اجتماعی کفالت کے نظام کی اسلام کی نظر میں کیا حیثیت ہے۔؟

و: زکوٰۃ کے بارے میں دشمنانِ اسلام نے جو غلط خیالات اور شبہات پیدا کئے ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔

یہ ہیں مصنف کی زبان میں وہ بنیادی مقاصد جو اس کتاب کی تالیف سے وابستہ ہیں اور یقیناً یہ کتاب ان مقاصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کتاب کی ایک بنیادی خوبی یہ ہے کہ اختلاف فقہاء کی صورت میں فاضل مصنف نے تمام فقہا کی آراء مع ان کے دلائل کے پیش کی ہیں، اس طرح ایک قاری اور ماہر قانون کو تمام مسلمہ فقہی مسالک یکجا مل جاتے ہیں۔

اصل کتاب عربی میں ہے اور عربی ہی میں رہتی تو ہمارے ملک میں چند حضرات کے علاوہ باقی کو اس کے وجود میں آنے کا بھی علم نہ ہوتا۔ استفادہ کا سوال تو بعد کی بات تھی اب جبکہ صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اس قسم کے لٹریچر کی اس وقت شدید ضرورت ہے، ماضی قریب میں اجتماعی سطح پر نظام زکوٰۃ رائج کیا گیا ہے۔ اور ناچیز کی ذاتی رائے کے مطابق ابھی بعض مسائل فیصلہ طلب ہیں بعض امور کے بارے میں ماہرین اور اہل علم کلی اعتماد و اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے جھجک محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں بہت ضروری تھا کہ اس کتاب کو پاکستان کی قومی زبان میں منتقل کیا جائے۔ بہتر تو یہ تھا کہ خود

ہمارے ملک کے علماء، عوام اور حکومت کی علمی رہنمائی کرتے مگر افسوس کہ کئی برس گزر جانے کے باوجود اب تک براہ راست نظام زکوٰۃ پر کوئی اس درجہ کی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی۔

بہرحال یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ ملک کے معروف اور ماہر عربی داں جناب ساجدالرحمٰن صدیقی نے اس اہم کتاب کو اُردو میں منتقل کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ کتاب خاصی ضخیم ہے۔ تین حصوں پر مشتمل ہے اور مجموعی طور پر ایک ہزار بیاسی صفحات پہ پھیلی ہوئی ہے۔

بعض مقامات پہ کتاب کی عبارت بہت ٹکنیکل ہوگئی ہے لیکن ان عبارتوں کا ترجمہ بھی اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ یہ احساس نہیں ہوتا کہ مترجم کی زبان مصنف کے مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر رہی ہے۔ یہ ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے۔

مترجم نے اکثر مقامات پر وضاحتی نوٹ بھی دیئے ہیں جو خاصے معلوماتی ہیں اور ان سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ان حضرات کے لئے رہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ بنے گی جو پاکستان میں صدق دل سے نظام زکوٰۃ رائج کرنے کے خواہاں اور کوشاں ہیں اور ان کو اس راہ میں جو بعض دشواریاں درپیش ہیں انہیں دور کرنے میں کافی مدد دے گی۔

(محمد میاں صدیقی)